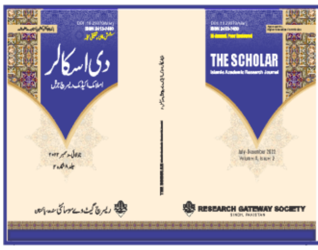

THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

شاہ ولی اللہ کی تحریک اور اس کی اسلامی خدمات کے اردو ادب پر اثرات: ایک تجزیاتی مطالعہ

THE EFFECTS OF SHAH WALIULLAH'S MOVEMENT AND HIS ISLAMIC SERVICE ON URDU LITERATURE: AN ANALYTICAL STUDY.

1. **Shazra Hussain**
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Sindh Jamshoro.
Email: Shazra.shar@usindh.edu.pk
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-00001-8022-9080

2. **Jalil Ahmed**
Assistant Professor Mehran University of Engineering & Technology, SZAB Campus, Khairpur.
Email: jalilahmed@muetkhp.edu.pk
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-0800-8010

To cite this article:
Hussain, Shazra, and Jalil Ahmed Chandio. "URDU-THE EFFECTS OF SHAH WALIULLAH'S MOVEMENT AND HIS ISLAMIC SERVICE ON URDU LITERATURE: AN ANALYTICAL STUDY." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 8, no. 2 (December 31, 2022): 30–46.

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 8, No. 2 || July -December 2022 || P. 30-46
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue15urduar3
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2022-12-31

شاہ ولی اللہ کی تحریک اور اس کی اسلامی خدمات کے اردو ادب پر اثرات: ایک تجزیاتی مطالعہ

THE EFFECTS OF SHAH WALIULLAH'S MOVEMENT AND HIS ISLAMIC SERVICE ON URDU LITERATURE: AN ANALYTICAL STUDY.

Shazra Hussain, Jaleel Ahmed

ABSTRACT:

Shah Waliullah Dehlavi (1702/3-1762) was a renowned great Muslim reformist of the 18th- century Indian subcontinent. He pioneered an Islamic revivalist movement. He took various steps to protect the Muslims in India, Started various movements of reforms and renewal. At the same time, he made a realistic assessment of the protection of Islamic values, Political changes and emerging powers in India and made plans for the survival of the nation and identity. His movement also contributed literary fields as well. This article highlights the impact of Shah Waliullah's movement on the Urdu literature. Through the Urdu translations of Arabic and Persian writings of Shah Waliullah and those associated with his movement, the vocabulary of these languages was transferred to Urdu. These books are also important in the sense that other authors wrote new books based on them or added to the repertoire of Urdu literature through their Urdu translations.

KEYWORDS: *Shah Waliullah, 18th- century, revivalist movement, Urdu literature, translation*

کلیدی الفاظ: شاہ ولی اللہ، اٹھارویں صدی، تحریک احیاء، اردو ادب، تراجم

پس منظر:

اٹھارویں صدی عیسوی کے ہندوستان کی تاریخ کے سطحی مشاہدے سے ہی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ عنان حکومت پر مسلمانوں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔اورنگزیب عالمگیر کی وفات (۳مارچ ۱۷۰۷ء) سے ۱۷۵۸ء تک اگر ایک طرف جنگ تخت نشینی نے سیاسی نظام کے متزلزل رکھا تو دوسری طرف بادشاہوں کی کوتاہ اندیشی، عیش پرستی نے حالات کو بد سے بد تر کر دیا[1] اورنگزیب عالمگیر کے بعد اس کے نااہل جانشینوں کی کاہلی و نااہلی، اندرونی اختلافات و کشمکش، خود غرضی و جاہ پسند ارکان سلطنت، وزراپر کلی اعتماد اور امور سلطنت سے غفلت کی بناپر حالات ابتر ہوتے گئے اور ہر طرف سے باغیانہ قوتیں سر ابھارنے لگیں۔امرانے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے گروہ بندی کو فروغ دیا۔ دربار میں دو مستقل گروہ ایرانی اور تورانی موجود تھے اور ہندوستان کی سیاست ان ہی کے گرد گھومتی تھی۔ذوالفقار خان اور بارہہ کے دو سید برادران نے اپنی خود غرضی کی بناء پر سلطنت کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دیا اور ان لوگوں سے امداد طلب کر لی جو صرف مسلم اقتدار ہی کے نہیں بلکہ امن عامہ کے بھی دشمن تھے۔ان کی نالائقی اور غیر ذمے داری کے باعث مرکزی حکومت میں انتشار پیدا ہو گیا[2]. مرکزی حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صوبائی حکومتیں مرکز سے الگ ہو کر خود مختاری کا خود اعلان کرنے لگیں۔اودھ میں سعادت علی خاں، بنگال میں علی وردی خاں اور دکن میں نظام الملک نے اپنی حکومتیں قائم کیں جس سے سلطنت مغلیہ کے سیاسی اقتدار اور اقتصادی ذرائع پر کاری ضرب پڑی۔

حکمرانوں کی نااہلی، امرا کی ریشہ دوانیوں، مرکزی حکومت کی کمزوری اور صوبوں کی خود مختاری نے ملک میں بکھرے ہوئے چھوٹے سرکش گروہوں کے حوصلے بلند کیے۔دہلی اور اس کے نواح میں لوٹ مار عام ہو گئی۔ مسلمان انتشار کا شکار تھے۔ان میں اتحاد و یک جہتی کا عنصر رفتہ رفتہ کم ہوتا جا رہا تھا۔فرقہ وارانہ اختلافات نے اندورونی طور پر مسلمانوں میں خلیج پیدا کر دی۔ہندوؤں کے اثر سے ان میں کئی معاشرتی برائیاں داخل ہو چکی تھیں۔ارکانِ دین سے غفلت، فسق و فجور، غیر شرعی حرکات، کاہلی عام تھی۔ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے مسئلے پر مسلمان صوفیا میں غلط فہمیاں پہلے سے موجود تھیں، جنھوں نے معاشرے میں تناؤ اور تفریق کی خلیج پیدا کرنے

---

[1] Nizami, Khaliq Ahmad, Tareekh-e-Mashaikh-e-Chisht, Lahore, Mushtaq Book Corner, p318

[2] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Barr-e- Azim Pak o Hind ki Millat-e- Islamia, Karachi, Shoba-e- Tasnif-o- Talif-o- Tarajum Karachi University., 1983, p223

میں مقدور بھر حصہ لیا تھا۔

ان تمام عوامل نے ملتِ اسلامیہ کی وحدت پر کاری ضرب لگائی اور متفقہ عمل کے لیے مسلمانوں کی قابلیت پر بند لگادیا۔ مقصد کے فقدان اور عظمتِ گم گشتہ کو دوبارہ حاصل کرنے سے مایوسی نے ملت اور اس کے رہ نماؤں کو جمود، غیر ذمہ داری، اخلاقی انحطاط کے بھنور میں ڈبو دیا۔ یہ ایک ایسی صورتِ حال تھی جس میں مشترک ورثے کو بچانے یا اس کے کچھ خفیف اجزا ہی کو تباہی سے نجات دلانے کے لیے کوشش اس قابل معلوم نہیں ہوتی تھی کہ اس پر وقت صرف کیا جائے اور انتہائی انفرادی کامیابی یہ سمجھی جاتی تھی کہ کچھ حصہ اپنی ذات کے لیے جھپٹ لیا جائے۔[3]

اس وقت ہندوستان میں کوئی ایسی سیاسی طاقت موجود نہیں تھی جو عسکری قوت کے بل بوتے پر غیر اسلامی طاقتوں کے عروج کو روک سکے اور ایک مستحکم حکومت کا قیام عمل میں لا سکے۔ اس کے باوجود قدرت، جو اپنے بندوں پر مہربان اور، مائل بہ کرم رہتی ہے، اس قسم کے انتشار اور زبوں حالی میں بھی ایسے افراد پیدا کر دیتی ہے جو واقعات کا بطور جائزہ لے کر قوم کی اصلاح کر سکیں۔ ایسے ہی افراد میں سے ایک ذات شاہ ولی اللہ کی بھی ہے جنھوں نے اپنی مساعی سے ایسے نامساعد حالات میں مسلم قوم کی زبوں حالی کو بہتر حالات میں بدلنے اور مسلمانوں کو ان کی گم گشتہ میراث دوبارہ حاصل کرنے اور عظمتِ رفتہ کو بحال کرنے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

شاہ ولی اللہ کا تعارف:

شاہ ولی اللہ ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء کو نامور عالم دین شاہ عبدالرحیم کے یہاں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت عظیم الدین سے نکلتی ہے، آپ کا سلسلۂ نسب والد کی طرف سے حضرت عمر اور والدہ کی طرف سے امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے[4] شاہ ولی اللہ کا اصل نام قطب الدین نصر تھا۔ اپنی تحریروں میں انھوں نے اپنے آپ کو احمد کہا ہے۔[5] انھوں نے اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ سے پندرہ برس کی عمر میں سندِ فضیلت حاصل کی، بعد ازاں آپ نے اسی مدرسے میں درس دینا شروع کیا۔ ۱۷۳۱ء میں شاہ ولی اللہ زیارتِ حرمین شریفین، نیز مزید تحقیق و مطالعے کی غرض سے

[3] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Ulama Maidan-e- Siasat mein, Translator Hilal Ahmad Zubairi , Karachi, Shoba-e-Tasnif-o-Talif-o-Tarajum Karachi University, 1994, p129

[4] Rashid, Noor-ul- Hasan, Shah waliullah ke ajdad-e-girami, Fikr-o-Nazar, Islamabad, Shumara 1, Volume 25, July-September 1987, p93

[5] Waliullah,Shah,, Anfas-ul-Arifeen, Translator Muhammad Farooq Qadri, Lahore, Fareed book Stall, 2007,p122-123

عرب تشریف لے گئے۔ یہ سفر علمی و فکری اہمیت کی بنا پر شاہ ولی اللہ کی زندگی میں بہت اہم ہے۔ شاہ ولی اللہ میں "اعتدال" اور "توازن" کا جو نمایاں وصف موجود تھا وہ نہ صرف آپ کے والد شاہ عبدالرحیم کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا، جو اختلافی مسائل میں علمی راستہ اختیار کرتے تھے اور اختلافات کو کم سے کم کرنے اور مخالف نقطۂ ہائے نظر میں مصالحت پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے [6] بلکہ مدینہ منورہ کے نام ور عالم شیخ ابو طاہر بن ابراہیم نے بھی ان پر زبردست اثر ڈالا، کیونکہ ان کا رویہ بھی عقیدے اور تعبیر کی تفصیلات کے متعلق اختلافِ آرا کے بارے میں روادارانہ تھا۔[7] شاہ عبدالرحیم اور شیخ ابو طاہر بن ابراہیم کی تربیت نے انھیں وسیع النظر بنادیا اور جانب دارانہ دلائل و عقائد سے بے تعلق ہو کر علمی انداز میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت پیدا کی۔

جن دنوں شاہ ولی اللہ حرمین شریفین میں تھے مرہٹوں کے حملوں کے باعث سلطنت مغلیہ کے ضعف اور اس کے اقتدار میں تیزی کے ساتھ انحطاط پیدا ہو چکا تھا۔ ان حالات کی وجہ سے شاہ ولی اللہ کے بہی خواہوں نے انھیں مشورہ دیا کہ آپ عرب میں ہی اقامت پذیر ہو جائیں لیکن شاہ ولی اللہ نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا اور ۹ جولائی ۱۷۳۲ء کو دہلی واپس آ گئے۔

دہلی واپس آنے کے چند روز بعد آپ نے مدرسہ رحیمیہ کی صدر مدرسی اختیار کی۔ ہندوستان میں علوم حدیث و تفسیر اور حنفی فقہ کا ایک ممتاز گہوارہ تھا۔ محمد شاہ نے ایک وسیع و عریض عمارت اس مدرسہ کے لیے دی تھی۔[8] شاہ ولی اللہ نے علمی تحقیق اور تصنیف و تالیف کا آغاز کیا اور درس تدریس کا زیادہ تر کام دیگر اساتذہ کے سپرد کر دیا۔[9] حالات میں تیزی سے رونما ہونے والی تبدیلیوں کے باعث شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کے زوال کو روکنے کے لیے کوششوں کا آغاز کیا۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ برعظیم کی ملتِ اسلامیہ کے مستقبل کو خطرات سے محفوظ کرنا ان کا فرض ہے اور یہ فرض خدا کی طرف سے ان کے لیے مقدر ہوا ہے۔[10]

---

[6] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Ulama Maidan-e- Siasat mein, Translator Hilal Ahmad Zubairi , p130

[7] Ibid

[8] Dehlvi, Bashiruddin Ahmad, Waqyat-daru-Hukumat delhi, Delhi, Urdu Academy, 1990, Part 2, p584

[9] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Ulama Maidan-e- Siasat mein, Translator Hilal Ahmad Zubairi , , p151

[10] Waliullah, Shah, Fuyooz-ul-haramain, Translator Muhammad Sarwar, Karachi, Darul Ishaat, 1414AH, 297

مسلمانوں کے زوال کو روکنے کے لیے شاہ ولی اللہ کی کاوشیں:

شاہ ولی اللہ مذہبی و تہذیبی عمل کو سیاسی عروج و زوال سے منضبط تصور کرتے تھے۔ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کے حملے نے مغلیہ سلطنت کے وقار کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا علاوہ ازیں مسلم امرا کی ہوسِ اقتدار اور باہمی چپقلش نے بھی سلطنتِ مغلیہ پر کاری ضرب لگائی۔ محمد شاہ بادشاہ میں حالات پر قابو پانے کی اہلیت نہیں تھی اس کا بیشتر وقت عیش و عشرت اور راگ رنگ کی محفلوں میں بسر ہوتا تھا اس کی اسی رنگینیٔ طبع کی بدولت اس کی عرفیت "رنگیلا" قرار پائی۔ محمد شاہ کے دورِ حکومت میں نیم خود مختار ریاستیں قائم ہوئیں جن میں دکن، بنگال، اور اودھ کی ریاستیں قابلِ ذکر ہیں۔ روہیلوں، راجپوتوں، مرہٹوں اور جاٹوں نے بھی نیم خود مختار حکومتیں قائم رکھیں۔ فوج میں کار گزاری کی لیاقت اور مستعدی باقی نہیں رہی تھی۔ مال گزاری مشکل سے وصول ہوتی تھی، غرض منظم حکومت کا نظم و ضبط مفقود ہو چکا تھا۔ شاہ ولی اللہ اس عہد میں رونما ہونے والی تبدیلیوں اور خرابیوں سے بے خبر نہیں تھے۔ حالات کی خرابی کے باعث وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ مؤثر سیاسی اور فوجی کاروائی کی ضرورت ہے۔ اُس وقت دربار و ارکینِ سلطنت میں نظام الملک آصف جاہ ہی سے امورِ مملکت میں نظم و ضبط بحال ہونے کی آخری امید وابستہ تھی۔ شاہ ولی اللہ نے ایک خط کے ذریعے اسے حالات کی اصلاح کے لیے عملی قدم اٹھانے کی ترغیب دی۔[11] لیکن اس نے اس اہم ذمہ داری کو ادا کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ دربار میں موجود سادات بارہہ اور ایرانی عنصر اس کی بات چلنے نہیں دیتا تھا اس لیے اس نے سرد مہری اختیار کی اور یہ فیصلہ کیا کہ وہ شمال کے معاملات میں اپنے آپ کو نہیں الجھائے گا۔[12] نظام الملک آصف جاہ سے مایوس ہونے کے بعد شاہ ولی اللہ نے ہندوستان میں مسلمانوں کے اقتدار کو از سرِ نو قائم کرنے کی امید روہیلہ حکمران نجیب الدولہ سے وابستہ کی۔ شاہ ولی اللہ نے نجیب الدولہ کو خطوط لکھ کر دعوتِ جہاد دی اور اسے یقین دلایا کہ مسلمان دشمن عناصر کی شکست اللہ کی جانب سے مقدر ہو چکی ہے۔[13] لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب تمام مسلمان حکمران متحد ہو کر فوجی کارروائی کریں۔[14] نجیب الدولہ کے نام ایک خط میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

[11] Nizami, Khaliq Ahmad, Shah Waliullah ke siyasi maktobat, Aligarh, 1950, p80-81, 84, Urdu Translation, p 142-144, 147

[12] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Ulama Maidan-e- Siasat mein, Translator Hilal Ahmad Zubairi , , p152

[13] Nizami, Khaliq Ahmad, Shah Waliullah ke siyasi maktobat, Maktob8, p65-66, Urdu Translation, p123, Maktob9, p67, Urdu Translation p125

[14] Ibid, Maktob5, p60, Urdu Translation p117, Maktob 7, p63-64, Urdu Translation p120-122, Maktob 23, p85, Urdu Translation p148

"معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں تائید ملتِ اسلامیہ اور امداد امت مرحومہ کا کام آپ ہی کے ذریعے انجام پائے گا جو اس کارِ خیر کا سرچشمہ اور ذریعہ ہے۔ آپ کسی طرح کے وساوس و خیالات کو دل میں جمنے نہ دیں ان شاءاللہ تمام کام دوستوں کی مرضی اور خواہش کے مطابق انجام پائیں گے "۔[15]

نجیب الدولہ کو رضامند کرنے کے بعد شاہ ولی اللہ نے اس کے ذریعے احمد شاہ ابدالی کو خطوط لکھوائے۔ بعد ازاں شاہ ولی اللہ نے خود احمد شاہ ابدالی کو ایک خط لکھا۔[16] جس میں انھوں نے اس وقت کی صورت حال مختلف صوبوں کا نظم و نسق، ملک کے مختلف نسلی و مذہبی گروہوں کی تعداد و طاقت کا تناسب، ان کا بتدریج طاقت ور ہونا اور اقتدار حاصل کرنا اس ضمن میں مرہٹوں اور جاٹوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے اقتدار اور آئے دن کے حملوں سے مسلمانوں کی مظلومیت کا دل دوز نقشہ کھینچا ہے۔ یہ خط شاہ ولی اللہ کی سیاسی بصیرت اور حالات سے گہری واقفیت کا آئینہ دار ہے۔ مرہٹہ قوم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قومِ مرہٹہ کو شکست دینا آسان کام ہے بشرط یہ کہ غازیانِ اسلام کمر ہمت باندھ لیں۔ حقیقت یہ ہے قومِ مرہٹہ خود قلیل ہیں لیکن ایک گروہ کثیر ان کے ساتھ ملا ہوا ہے اس گروہ میں سے ایک صف کو بھی اگر درہم برہم کر دیا جائے تو یہ قوم منتشر ہو جائے گی اور اصل قوم اسی شکست سے ضعیف ہو جائے گی۔ چونکہ یہ قوم قوی نہیں ہے اس لیے ان کا تمام تر سلیقہ ایسی کثیر فوج جمع کرنا ہے جو چیونٹیوں اور ٹڈیوں سے زیادہ ہو، دلاوری اور سامانِ حرب کی بہتات ان کے یہاں نہیں ہے"۔[17]

مرہٹوں کے مظالم سے مسلم ریاستیں اور امرا بھی خائف تھے اور انھوں نے بھی اسی قسم کی درخواستیں احمد شاہ ابدالی سے کیں۔[18] ان سب کی حوصلہ افزائی سے متاثر ہو کر اس نے پانی پت کی طرف کوچ کیا اور مرہٹوں کو

[15] Ibid, Maktob 9, P 67, Urdu Translation p125
[16] Ibid, Maktob 2, P 45, Urdu Translation p97
[17] Ibid, p 47, Urdu Translation p100
[18] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Ulama Maidan-e- Siasat mein, Translator Hilal Ahmad Zubairi , p 135

شکست ہوئی یہ تاریخ کی فیصلہ کن لڑائیوں میں سے ایک تھی اور اس نے پورے برعظیم میں مرہٹہ سلطنت کے قیام کے سارے امکانات ختم کر دیے۔[19] اس عظیم فتح کے باوجود احمد شاہ ابدالی نے از سر نو ایک مسلم سلطنت تعمیر کرنے کی کوشش نہیں کی اس کی کچھ وجوہات تھیں۔

۱۔ مسلم حکمرانوں اور خود غرض و منحرف امرا کی حمایت حاصل کرنا کارِ دشوار تھا۔

۲۔ اس کے وسائل ناکافی تھے۔

۳۔ وہ خود ایک ایسی مملکت کا سربراہ تھا جو اپنے اندر سرکش اور شورش پسند عناصر رکھتی تھی۔

اگرچہ شاہ ولی اللہ نے اپنی زندگی میں ہی مرہٹہ طاقت کو شکستہ ہوتے دیکھا تاہم مسلم غلبے کا احیا، جو ان کا خواب تھا، ممکن نہ ہو سکا۔ ان کی سیاسی جدوجہد نراجی عناصر کی غارت گری سے مسلمانوں کو نجات دلانے میں صرف تھوڑے عرصے کے لیے کام یاب ہوئی۔[20]

شاہ ولی اللہ کی تصنیفی خدمات:

شاہی ولی اللہ کی حقیقی عظمت بحیثیت ایک مفکر اور ایک عالم دین ہے انھوں نے عالم گیر کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال پر گہرائی سے غور و فکر کیا، ان اسباب کو جاننے کی کوشش کی جن کی بنا پر مسلم معاشرہ زوال پذیر تھا اور اس میں ہر قسم کے نزاعات و اختلافات کی بھرمار تھی۔ شاہ ولی اللہ کے خیال میں برعظیم کے مسلمانوں کے اخلاق انحطاط کا بنیادی سبب اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ناواقفیت اور جذبۂ اتحاد کی کمی ہے۔[21] مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کا واحد اور مؤثر طریقہ یہ تھا کہ قرآن پاک، جو اسلام کی بنیادی تعلیمات عقائد و قانون کا منبع و مرکز ہے، کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر شاہ ولی اللہ نے قرآن پاک کا فارسی زبان میں "فتح الرحمان" کے نام سے ترجمہ کیا تاکہ وہ لوگ جو عربی نہیں جانتے تھے براہِ راست اسلامی تعلیمات کے سرچشمے تک پہنچ جائیں۔[22] شاہ ولی اللہ کے اس عمل کی بعض حلقوں کی طرف سے مخالفت کی گئی۔[23] بہت سے لوگوں کی یہ رائے تھی کہ شاہ ولی اللہ کا یہ عمل اس تشریح و توضیح کو تباہ کر دے گا جس کی صحت پر وہ ایمان رکھتے تھے۔ کیونکہ تفسیر قرآن کو ایک ایسا جید علم بنا دیا

[19] Ibid
[20] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Barr-e- Azim Pak o Hind ki Millat-e- Islamia, p 234
[21] Ibid
[22] Jalbani, Ghulam Hussain, Shah waliullah ki taleem, Hyderabad, Shah Waliullah Academy, 1963, p 202
[23] Ikram, Sheikh Muhammad, Rood-e- Kausar, Feroz Sons Limited, 1968, p 552

گیا تھا کہ وہ اس خیال سے لرزہ براندام تھے کہ ترجمے کے بعد اتائی شائقین کلامِ پاک سے خود اپنے نتائج اخذ کرنے لگیں گے۔ ان کی رائے میں ان نتائج کا پر خطا اور گم راہ کن ہونا لازمی تھا۔[24] شاہ ولی اللہ کا یہ انقلابی قدم ثابت ہوا کیونکہ ترجمہ قرآن کی بدولت معمولی پڑھے لکھے مسلمان براہِ راست قرآن پاک کی تعلیمات سے واقف ہوئے۔ ترجمۂ قرآن کے علاوہ انھوں نے اصولِ ترجمہ پر ایک مقدمہ بھی لکھا جو مختصر ہونے کے باوجود بصیرت افروز اور عالمانہ ہے اور مترجمینِ قرآن پاک کے لیے نہایت کارآمد ہے۔ علاوہ ازیں انھوں نے اصولِ تفسیر کے متعلق ایک کتاب ''الفوز الکبیر فی اصول التفسیر'' لکھی جو اپنے موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے۔

قرآنِ حکیم کے بعد اسلامی تعلیمات کا معتبر ذریعہ احادیثِ رسول ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے علمِ حدیث کے احیاء، اس کی ترویج واشاعت، تدریس و تعلیم اور تشریح و تفہیم کی اشد ضرورت کو محسوس کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایک زوال پذیر جماعت کو اس کی عظمتِ رفتہ پر دوبارہ لے جانے کے لیے قرآن کے ساتھ علم حدیث کے احیا اور اس کی ترویج واشاعت ناگزیر تھی اس ضمن میں ان کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے ایک دار الحدیث قائم کیا جو ہندوستان میں علمِ حدیث کی سب سے بڑی درس گاہ ثابت ہوا۔[25] اور اسی کے ساتھ مؤطاامام مالک کی دو شروحات لکھیں؛ ایک عربی میں "المسویٰ من احادیث المؤطیٰ" کے نام سے اور دوسری فارسی میں "المصفیٰ شرح مؤطاللامام مالک" کے نام سے۔ اسی طرح ایک کتاب " تراجمِ بخاری " کے نام سے امام بخاری کی کتاب " صحیح بخاری " کے عنوانات کی تشریح پر لکھی۔ مختلف فقہائے کرام میں جو فقہی نقطۂ نظر کا اختلاف رہا ہے، اس کے اسباب پر "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" کے نام سے ایک مختصر مگر بہت عمدہ کتاب تحریر کی، جو فقہی اختلافات کے اسباب کو سمجھنے میں بہت مددگار ہے۔

شاہ ولی اللہ کی نظر میں شرعی احکام ایسے الل ٹپ اور بے مقصد نہیں دیے گئے بل کہ ان کے پیچھے ایک گہری سوچ، فلاسفی اور مقاصد ہیں۔ شرعی احکام کے رموز اور مقاصد کی تشریح میں اپنی مایہ ناز اور شہرۂ آفاق کتاب " حجۃ اللہ البالغہ " لکھی، جو عالمِ اسلام کی تمام جامعات و مدارس کی لائبریریوں میں موجود ہے اور کئی جامعات کے نصاب میں شامل ہے۔

---

[24] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Ulama Maidan-e- Siasat mein, Translator Hilal Ahmad Zubairi , p 139

[25] Jalbani, Ghulam Hussain, Shah waliullah ki taleem, p 51-52

فرقہ وارانہ اختلافات کو کم کرنے میں شاہ ولی اللہ کا کردار:

شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کے آپس کے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو صحیح تناسب کے ساتھ پرکھا اور ان پر کھل کر بحث کی نیز مختلف نقطہ ہائے نظر پیش کر کے ان میں مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کی، اس ضمن میں انھوں نے پہلا کام یہ کیا کہ فقہ کی تشکیل میں اجتہاد کے مناسب طریقِ عمل اور اس کی وسعت کے متعلق توضیح و تشریح کی۔[26]

شاہ ولی اللہ کے زمانے میں فرقہ وارانہ اختلافات نے ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان ایک خلیج حائل کر دی تھی اور ان میں اتحاد، تعاون اور مشترک جد وجہد کا جذبہ رفتہ رفتہ ختم ہو چکا تھا۔ فرقہ وارانہ اختلافات اور گروہ بندی نے نہ صرف مسلم اتحاد کو بلکہ سیاسی طاقت کو بھی تباہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا کیونکہ خود امرا اپنی گروہ بندی تورانی اور ایرانی جماعتوں میں کرتے تھے۔ عام سپاہی اور شہری بھی اس گروہ بندی میں شام تھے۔ شاہ ولی اللہ نے شیعہ سنی اختلافات کو ختم کرنے اور دونوں فرقوں کو قریب لانے کے لیے ایک احسن طریقِ عمل اختیار کیا، انھوں نے ان اختلافات کی نوعیت کو واضح کرنے کے لیے کئی سیر حاصل کتابیں لکھیں اس ضمن میں ان کی تصنیف "ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء" بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ شاہ ولی اللہ نے کوشش کی کہ اختلافات صرف علمی سطح اور اصولی عدم اتفاق تک رہ جائیں اور مسلمانوں میں باہمی نفرت ودشمنی ختم ہو جائے نیز فرقہ وارانہ مفاہمت و رواداری کی روایت قائم کی جا سکے۔ جس میں انھیں ایک حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی۔[27]

شاہ ولی اللہ کو تصوف سے بھی دلچسپی تھی۔ صوفیا کے درمیان وحدت الوجود کی نوعیت و حقیقت کے بارے میں اختلافِ رائے تھا۔ شاہ ولی اللہ کے خیال میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود اس کائنات کو دیکھنے کے دو مختلف زاویہ نظر ہیں لہذا کسی ایک کو صحیح یا غلط قرار نہیں دیا جا سکتا، اس لیے یہ ممکن ہے کہ بیک وقت دونوں کو قبول کر لیا جائے۔ ان میں کوئی اختلاف موجود نہیں۔ یہ سب لفظی نزاع ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس موضوع پر شاہ

[26] Shah Waliullah, Aqd-ul-Jayyad fee ahkam-ul- Ijtehad va Taqleed, Translator Dr. Muhammad Mian Siddiqui, Islamabad, Sharia Academy, International Islamic University, 2000, p 44-51

[27] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Barr-e- Azim Pak o Hind ki Millat-e- Islamia, p 237, Ulama Maidan-e- Siasat mein, p 153

صاحب نے ایک مختصر سی کتاب "فیصلۂ وحدۃ الوجود والشہود" لکھی۔[28] وجودی اور شہودی رویوں کے علاوہ صوفیا میں دیگر اختلافات بھی موجود تھے۔ ہندوستان میں تصوف کے چار بڑے سلسلے پائے جاتے ہیں:

ا۔ قادریہ (۲) چشتیہ (۳) سہروردیہ (۳) نقشبندیہ

ان کے علاوہ کئی ثانوی گروہ بھی تھے۔ شاہ ولی اللہ نے انہیں ایک مرکز پر اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔ وہ صوفیانہ روایت کے تجزیے سے اس نتیجے پر پہنچے کہ طریقت کی اصل ایک ہے اس لیے تصوف کے تمام سلسلوں کی جڑ مشترک ہے تاہم تاریخی عمل کے دوران اہلِ طریقت کے راستے الگ ہوگئے۔[29] اس لیے ان میں پائے جانے والے اختلافات کی نوعیت محض ثانوی و اضافی ہے۔ شاہ ولی اللہ کے ان اقدامات سے صوفیا کو اپنا وقت اختلافی مسائل کے نزاع پر ضائع کرنے کے بجائے اپنی توجیہات کو ایک مرتبہ پھر روحانیت کے احیا پر مرکوز کرنے سے مدد مل سکتی تھی۔[30]

معاشرتی، معاشی وعدالتی اصلاح میں شاہ ولی اللہ کا کردار:

شاہ ولی اللہ نے معاشرتی ناہمواری، معاشی زبوں حالی، بے انصافی و بے راہ روی کی طرف بھی توجہ کی۔ ان کے خیال میں سلطنتِ مغلیہ کے زوال کا ایک سبب اقتصادی بدحالی ہے۔[31] کیونکہ اقتصادی عدم توازن سے معاشرے میں مختلف برائیاں پروان چڑھتی ہیں۔ ایسے معاشرے میں عدل وانصاف قائم نہیں ہو سکتا اور نہ مذہب اپنا اچھا اثر ڈال سکتا ہے۔[32] شاہ ولی اللہ نے معاشرتی تفریق میں کارفرما معاشی و معاشرتی عوامل کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلم ملت کا احساسِ وحدت اس لیے پارہ پارہ ہو گیا ہے کہ مختلف گروہ اپنی ذمے داریاں اور فرائض بطریقِ احسن انجام نہیں دے رہے ہیں۔ معاشرے سے فوائد تو حاصل کر رہے ہیں لیکن اس کے معاوضے میں معاشرے کو کوئی چیز نہیں دی جا رہی ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر غریب مزدور طبقے کا استحصال ہو رہا تھا۔ سخت محنت کے

[28] Shah Walullah, Faisla-e-Wahdat-ul-Wujood Washshuhood, Dehli, Mahboobul Matabe, p 5-30

[29] Shah Waliullah, Hama'aat, Translator Prof. Muhammad Sarwar, Lahore, Sindh Sagar Academy, 1946, p53

[30] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Barr-e- Azim Pak o Hind ki Millat-e- Islamia, p238

[31] Shah Waliullah, Hujjat Allah al Balighah, Translator Moulvi Abdul Rahim, Part 1, Lahore, 1953, p 437-438

[32] Ibid, p 260, 322

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 30-46
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3

باوجود وہ بنیادی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے سے قاصر تھے۔[33] اس تمام صورتحال کا تجربہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام حالات حکومت کی بدانتظامی کا نتیجہ تھے۔ شاہ ولی اللہ عدل و توازن کے اصولوں کو سب سے زیادہ اہم سمجھتے تھے ان کے خیال میں سیاسی اور معاشرتی تنظیم کے لیے عدل کا اصول لازمی ہے نیز صحت مند معاشی حالات ہی توازن قائم رکھ سکتے ہیں جو دولت کی مناسب تقسیم سے ہی ممکن ہے۔ چند ہاتھوں میں دولت کا ارتکاز افلاس کو جنم دیتا ہے جس سے معاشرے میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے جو معاشرے میں ایسی آویزشوں کو جنم دیتا ہے جس سے اس کی فلاح و بہبود کا عمل متاثر ہوتا ہے۔[34] اس لیے انھوں نے معاشرے کی روحانی ترقی کے لیے معاشی توازن کو ضروری قرار دیا۔ شاہ ولی اللہ کے معاشی افکار کے تجزیے سے ہم بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ وہ بین الاقوامیت اور عالمی حکومت کے حق میں ہیں۔[35] ان کے خیال میں جیسے جیسے معاشرہ بڑھتا ہے ویسے ہی انسانی حاجتیں بھی بڑھتی ہیں اور آدمی زیادہ بڑے گروہوں کی تشکیل کرتا ہے۔ ایک چھوٹے گروہ کو ہر وقت دیگر بڑے گروہوں کی جارحیت کے خطرے کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لیے ایک ایسی وحدت کی تلاش جاری رہتی ہے جو کم زور کو زیادہ طاقت ور کے حملے سے محفوظ رکھ سکے۔ شاہ ولی اللہ کی تشریح کے مطابق معاشرتی ترقی کا بلند ترین معیار یہ ہے کہ ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں اس قسم کی جارحیت ناممکن ہو جائے اور حکومتوں کے درمیان کش مکش باقی نہ رہے۔[36] اس سلسلے میں انھوں نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں اسرارِ شریعت کے ساتھ ساتھ عدلِ اجتماعی اور عالمی حکومت کے قیام پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

اصلاح رسوم میں شاہ ولی اللہ کا کردار:

شاہ ولی اللہ نے اصلاح رسوم اور تطہیر معاشرہ کے لیے بھی کوششیں سرانجام دیں۔ اس وقت کے مسلم معاشرے میں ہندوؤں کے درمیان رہنے، ان کے عقائد سے روابط، حدیث و سنت کی عدم اشاعت، حکمرانوں کی فرض ناشناسی، دینی احتساب کے فقدان کے باعث غیر اسلامی شعائر، ہندوانہ رسوم و رواج راہ پا گئے تھے۔ انھوں نے مسلم معاشرے کی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے اسلامی اُصولوں اور قدروں کو خالص پاکیزگی کے ساتھ قائم رکھنے اور خارجی اثرات سے محفوظ رکھنے پر زور دیا۔ کیونکہ ان کے خیال میں برعظیم کے مسلمانوں کے تعلقات دنیائے اسلام

[33] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Ulama Maidan-e- Siasat mein, p 145
[34] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Barr-e- Azim Pak o Hind ki Millat-e- Islamia, p 240
[35] Jalbani, Ghulam Hussain, Shah waliullah ki taleem, p 254
[36] Qureshi, Ishtiaq Hussain, Barr-e- Azim Pak o Hind ki Millat-e- Islamia, p 241

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 30-46
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3

سے برقرار رہیں اور ان کے عقائد اور اصولوں کا منبع و مرکز اسلام اور اس کی عالمی ملت کی روایات ہی رہیں۔[37]

شاہ ولی اللہ نے برعظیم کی مسلم قوم کے اسبابِ انحطاط کی تشخیص کی اور قلیل المیعاد اصلاحات بھی پیش کیں تاکہ اس انحطاط پذیر معاشرے میں فروغ پانے والی نسل مستقبل کے لیے اپنی راہیں ہموار کر سکے۔ اگرچہ انھیں تمام محاذوں پر کام یابی حاصل نہ ہو سکی تاہم انھوں نے آنے والی نسلوں کے لیے ایک راہِ عمل متعین کر دی جس پر چل کر آئندہ نسلوں نے ملت اسلامیہ کے دینی عقائد اور نظریاتی وجود کو قائم رکھنے کے لیے کام کیا۔ اگرچہ مسلم قوم کے سیاسی زوال کو روکنے میں انھیں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہو سکی، تاہم مسلمانوں کے دینی انحطاط کو روکنے میں کافی حد تک کامیاب رہے۔ انیسویں صدی میں جب مذہبی کشمکش اپنے عروج پر پہنچتی ہے تو ان کی مہیا کردہ روحانی اساس ہی ملت کے لیے ڈھال ثابت ہوتی ہے۔ اسی لیے جب انیسویں صدی میں اسلام پر مشنری حملے ہوتے ہیں تو لوگ ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے اسلامی ہندوستان کو ایک ایسا دینی اور علمی نظام عطا کیا جو اس ملک میں شعار قومی کی حیثیت حاصل کر سکتا تھا اور جس مروج و مقبول ہونے کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک متفق علیہ مذہبی نظام کی بنیادوں پر ایک قوم کی تعمیر ہو سکی اور جدید اسلامی ہندوستان کا آغاز ہوا[38] اس عتبار سے برعظیم کے مسلمانوں کے اخلاقی و دینی انحطاط کے سدِّ باب میں شاہ ولی اللہ کی تحریک سب سے زیادہ مؤثر ثابت ہوئی۔

شاہ ولی اللہی تحریک کے اردو ادب پر اثرات:

شاہ ولی اللہ نے برعظیم کے مسلمانوں کی اخلاقی و سیاسی نشاۃ الثانیہ کے عمل کو جاری رکھنے کے لیے اپنے فرزندوں اور علما کی ایک جماعت ترتیب دی جس نے ان کی تحریک کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ شاہ ولی اللہ کی فکر محض ان کے اپنے عہد تک محدود نہیں رہی بلکہ آنے والے عہد پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے۔ اپنے عہد میں نسبتاً کم لیکن آنے والے عہد میں شاہ ولی اللہ فکری اعتبار سے سب سے زیادہ کام یاب رہے۔

شاہ ولی اللہ، ان کے ارکان خاندان، فیض یافتگان اور ان سے وابستہ دیگر علما نے دینی و اصلاحی سرگرمیوں کے لیے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ عربی مسلمانوں کی مذہبی اور فارسی تہذیبی زبان تھی۔ ان دونوں زبانوں میں بے شمار کتابیں تحریر کی گئیں۔ شاہ ولی اللہ کی تحریک سے وابستہ علما نے عربی و فارسی کے علاوہ اردو زبان کے ذریعے

---

[37] Aqeel, Moinuddin , Iqbal aur Jadeed Duniya-e-Islam, Lahore, Makatba Tameer-e-Insaniyat, 1986, P 55
[38] ibid, p 59

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 30-46
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3

تبلیغ کی روایت کو پروان چڑھایااور قلیل مدت میں ہی اردو میں مذہبی موضوعات سے متعلق تصانیف بہت بڑی تعداد میں لکھی گئیں اور جلد ہی ترجمہ قرآن، تفسیر، فقہ، کلام، تاریخ، سیرت، وعظ ونصیحت اور تصوف سے متعلق تصانیف کا ایک معتدبہ ذخیرہ جمع ہو گیا۔

شاہ ولی اللہ کی تصانیف عربی اور فارسی زبان میں ہیں لیکن ان کے صاحبزادگان اور تحریک سے وابستہ علماے کرام نے زیادہ تر اردو زبان کو ذریعۂ اظہار بنایا۔ شاہ ولی اللہ نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ پڑھے لکھے براہ راست قرآن پاک کی تعلیمات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ یہ شاہ ولی اللہ کا انقلابی قدم تھا۔ شاہ ولی اللہ کے بعد ان کے صاحبزادگان شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کہ عام مسلمان فارسی بھی کم سمجھتے ہیں، قرآن پاک کا ترجمہ اردو زبان میں کیا۔ ڈپٹی نذیر احمد اپنے ''ترجمۃ القرآن'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"قرآن کا سب سے پہلا ترجمہ وہ ہے جو ۱۱۵۰ھ میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بزرگ زمانے کے حالات پر کیسی وسیع نظر رکھتے تھے کہ ۱۱۵۰ھ میں باپ نے فارسی ترجمے کی ضرورت معلوم کی پھر سو نہیں دو سو نہیں صرف پچیس برس بعد ان کے بیٹے شاہ عبد القادر کو معلوم ہوا کہ عام مسلمان فارسی بھی کم سمجھتے ہیں کہ ۱۲۰۵ھ میں انھوں نے اردو ترجمہ کیا جو موضح القرآن کے نام سے مشہور ہے اور اردو کا بہتر سے بہتر ترجمہ سمجھا جاتا ہے اور وہ فی الواقع اپنے وقت میں بہتر سے تھا بھی۔ اِس سے کہ ۱۱۵۰ھ میں مولانا شاہ ولی اللہ نے فارسی ترجمہ کیا اور ۱۲۰۵ھ میں مولانا شاہ عبد القادر نے اردو، صاف ظاہر کہ ۱۲۰۵ھ میں فارسی کا رواج اتنا کم ہو چکا تھا کہ مولانا شاہ عبد القادر کو قرآن کا اردو ترجمہ کرنا پڑا"[39]

شاہ عبد القادر نے اس ترجمے پر مختصر حواشی بھی لکھے ہیں بابائے اردو مولوی عبد الحق، شاہ عبد القادر کے ترجمے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ ترجمہ ٹھیٹ اردو میں ہے اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ عربی الفاظ کے لیے ہندی یا اردو کے

[39] Tanha, Muhammad Yahya, Siyar-ul-Musannifeen, Volume 1, Lahore, 1948, p 145

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 30-46
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3

ایسے برجستہ اور بر محل الفاظ ڈھونڈ کے نکالے ہیں کہ ان سے بہتر ملنا ممکن نہیں "۔[40]

شاہ عبدالقادر نے روز مرہ بول چال کی زبان استعمال کی، ہندی الفاظ، جو اس دور میں عام طور پر استعمال کیے جاتے تھے، اپنے ترجمۂ قرآن میں استعمال کیے ہیں، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) ڈھڈا: وہ ایک گائے ہے زرد ڈھڈھار نگ اوس کا۔

(۲) سنگت: کیا دیکھتے نہیں کتنی ہلاک کیں ہم نے پہلے اون سے سنگتیں۔

(۳) گابھا: کھجور کے گابھے میں گچھے لٹکتے ہیں۔

(۴) باسن: اپنے بھائی کی خرجی سے پیچھے وہ باسن نکالا۔

(۵) دھابا: بنادوں تمہارے اُون کے بیچ ایک دھابا۔

(۶) اُوچان: وہ ہر اچان سے پھیلتے آویں۔

(۷) سنتاپ: جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں سو سنتاپ میں پکڑے آتے ہیں۔[41]

شاہ رفیع الدین نے بھی قرآن پاک کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ شاہ رفیع الدین کا ترجمۂ قرآن کریم، شاہ عبدالقادر کے ترجمۂ قرآن (۱۲۰۵ھ) کے بعد ہوا ہے کیونکہ شاہ عبدالقادر نے دیباچے میں صرف اپنے والد شاہ ولی اللہ دہلوی کے فارسی ترجمۂ قرآن کا ذکر کیا ہے، اگر ان کے بڑے بھائی شاہ رفع الدین کا ترجمہ ہو چکا ہوتا تو وہ ضرور اس کا ذکر کرتے۔ مولوی عبدالحق کی بھی یہی رائے ہے وہ لکھتے ہیں:

"البتہ ایک بات ایسی ہے جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ بعد کا ہے، شاہ عبدالقادر نے اپنے ترجمے کے دیباچے میں اپنے والد شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمے کا ذکر تو کیا لیکن اپنے بھائی کے ترجمے کا ذکر، کہیں اشارہ تک نہیں کیا اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ اس وقت تک انھوں نے کوئی ترجمہ نہیں کیا تھا۔"[42]

شاہ رفیع الدین کا ترجمۂ قرآن تحت اللفظ جب کہ شاہ عبدالقادر کا بامحاورہ ہے، مولوی عبدالحق شاہ رفیع الدین کے ترجمۂ

[40] Abdul Haq, Molvi, Qadeem Urdu, Karachi, Anjuman Taraqqi Urdu, 1961, p 131-132
[41] Qadiri, Muhammad Ayyub, Urdu Nasar ke Irtiqa mein Ulama ka Hissa, Lahore, Idara-e- Saqafat-e-Islamia, 1988, p 47-52
[42] Abdul Haq, Molvi, Qadeem Urdu, p 132-133

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 30-46
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3

قرآن کے متعلق لکھتے ہیں:

شاہ رفیع الدین نے ترجمے میں عربی جملے کی ترکیب اور ساخت کی بہت زیادہ پابندی کی ہے۔ایک حرف اِدھر سے اُدھر نہیں ہونے پایا۔ ہر عربی لفظ بلکہ ہر حرف کا ترجمہ خواہ اردو زبان کے محاورے میں کھپے یا نہ کھپے انھیں کرنا ضرور ہے۔[43]

شاہ رفیع الدین کے ترجمے کے اسلوب کی ایک مثال درج ذیل ہے، سورۃ الحمد کا ترجمہ اس طرح ہے:

"شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے سب تعریف واسطے اللہ پروردگار عالموں کا، بخشش کرنے والا مہربان، خداوند دن جزا کا، تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم، دکھا ہم کو راہ سیدھی، راہ اون لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تونے اوپر اون کے، سوائے اون کے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر اون کے، اور نہ گمراہوں کی۔[44]

ڈپٹی نذیر احمد ترجمۃ القرآن کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"مولانا شاہ عبدالقادر اور مولانا شاہ رفیع الدین کے ترجمے زبان کے پرانے ہونے کی وجہ سے ایسے اکھڑے اکھڑے نہیں معلوم ہوتے۔ جیسے بے ترتیبی الفاظ کی وجہ سے۔ یہ نہیں کہ ان بزرگوں کو بے ترتیبی الفاظ کا علم نہیں ہوا یا اُن کے وقت میں ایسی بے ترتیب اردو فصیح سمجھی جاتی تھی، نہیں یہ لوگ بجائے خود اردو کے لیے سند تھے۔ مگر بات یہ ہے کہ ایک طرف ترتیبِ الفاظ قرآن کا پاس اور دوسری طرف اردو کی فصاحت۔ ان کی دینداری نے اجازت نہ دی کہ ترتیبِ الفاظِ قرآن کے مقابلے میں اردو کی فصاحت کا پاس کریں۔"[45]

درحقیقت شاہ رفیع الدین نے حتی الامکان اس بات کا خیال رکھا کہ ترجمہ کرتے ہوئے کوئی ایسی کمی بیشی نہ ہو جائے جس سے مطلب کچھ سے کچھ ہو جائے، اسی لیے انھوں نے ہر لفظ اور ہر حرف کا ترجمہ عربی ترتیب کے مطابق لکھا اور اسی احتیاط پسندی کی وجہ سے انھوں نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ اردو عبارت محاورے کے خلاف ہو جائے۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمے میں اس قدر لفظی پابندی نہیں کی گئی۔ مفہوم کی صحت اور اصل لفظ کے حسن کو

---

[43] Ibid
[44] Qadiri, Muhammad Ayyub, Urdu Nasar ke Irtiqa mein Ulama ka Hissa, p 63
[45] Tanha, Muhammad Yahya, Siyar-ul-Musannifeen, Volume 1, p 146

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 30-46
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3

برقرار رکھنے کے علاوہ اردو زبان کے روز مرہ اور محاورے کا بھی خیال رکھا۔ علاوہ ازیں ان کے ترجمے کی ایک اہم خوبی ایجاز بھی ہے یعنی بلاوجہ کوئی لفظ اپنی طرف سے داخل نہیں کیا۔

اردو میں قرآن پاک کا مکمل ترجمہ صرف دین ہی کی ایک بڑی خدمت نہیں تھی بلکہ اردو نثر کی بھی ایک عظیم الشان خدمت تھی۔ اگر شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ ان کے بیٹوں کی رہنمائی نہ کرتا اور اس کام کی تکمیل کے لیے عملی نمونے اور محرک کا کام نہ کرتا تو یہ خدمت انجام پذیر ہونی مشکل تھی۔ شاہ ولی اللہ کے احسانات واثرات میں ایک یہی اہم بات نہیں ہے کہ فارسی ترجمۂ قرآن نے اردو میں علمی کام کی تحریک پیدا کی بلکہ ان کی دوسری تصانیف نے بھی ارباب نظم ونثر کے لیے ترجمہ یا نئی تصانیف کا مواد فراہم کیا آپ کی کتابوں کے اردو تراجم ہوئے جن سے اردو کے علمی خزانے میں نہایت قیمتی اضافہ ہوا۔[46]

شاہ ولی اللہ نیز ان کی تحریک سے وابستہ افراد کی عربی، فارسی تصانیف کے اردو تراجم کے ذریعے ان زبانوں کے الفاظ کا ذخیرہ اردو میں منتقل ہوا، شاہ ولی اللہ اور ان کے فرزندوں کی اردو فارسی تصانیف ان معنوں میں بھی اہم ہیں کہ دوسرے مصنفین نے انھیں اساس بناکر نئی کتابیں لکھیں یا ان کے اردو ترجمے سے اردو ادب کے ذخیرے میں اضافہ کیا۔ اگرچہ اس تحریک کے زیرِاثر لکھی جانے والی تصانیف کا موضوع مذہب ہے لیکن یہ مذہبی تصانیف اردو نثر کے ارتقا کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ عوام کے فائدے کے لیے صاف اور سلیس زبان میں لکھی گئیں اس لیے ان سے اردو کو تقویت پہنچی اور جدید نثر کے لیے زمین ہموار کی اس زمانے میں جب کہ اردو نثر تکلفات سے گراں بار تھی اس نے صفائی، سادگی اور صراحت کی ایک نئی بنیاد قائم کی اور دراصل یہی اس کی غایت اور اہمیت ہے۔[47]

خلاصہ:

شاہ ولی اللہ کی اسلامی تحریک اپنی وسعت و ہمہ گیری اور اثر پذیری کے باعث برعظیم پاک و ہند کی تحریکات میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ شاہ ولی اللہ نے اسلام کی بنیادی تعلیمات عوام الناس تک پہنچانے اور اصلاح معاشرہ کے لیے قرآن پاک کا فارسی زبان میں ترجمہ کرکے انقلابی قدم اٹھایا نیز اصول تفسیر وعلم حدیث کے فروغ و اشاعت، فرقہ وارانہ مفاہمت و رواداری کے لیے کثیر تعداد میں کتابیں لکھیں۔ ان کی تحریک سے وابستہ اور فیض

[46] Najmul Islam, Din-o-Adab, Hyderabad, Idara-e-Urdu, 1989, p 128-129
[47] Faruqi, Khwaja Ahmad, Urdu mein wahabi adab, Delhi, Shoba-e-Urdu Delhi University, 1969, p 41

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 30-46
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar3

یافتگان علمانے اس تحریک کی توسیع واشاعت کے لیے تصنیف وتالیف کو ایک اہم ذریعہ بنایا۔ یہ علما عربی و فارسی پر دست رس رکھتے تھے لیکن انھوں نے عوام الناس تک اس تحریک کو پہنچانے کے لیے اردو زبان کو ذریعہ اظہار بنایا۔ چونکہ ان کے مخاطب عام لوگ تھے اس لیے آسان زبان کو استعمال کیا تاکہ زیادہ سے زیادہ ابلاغ ممکن ہو۔ دقیق و عالمانہ انداز سے اکثر اجتناب کیا گیا، اگرچہ کہیں کہیں دقیق عالمانہ انداز ملتا ہے لیکن ایسی مثالیں کم ہیں سہل انداز بیان کو فروغ دیا گیا۔ مذہبی موضوعات پر مشتمل کتابوں میں موضوع کی مناسبت سے عربی وفارسی الفاظ واصطلاحات کو برتا گیا جس سے نہ صرف اردو زبان کے ذخیرہ الفاظ میں وسعت پیدا ہوئی بلکہ انیسویں صدی کے نصف اول میں ہی یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ اردو زبان خالص علمی موضوعات کو بیان کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ یقیناً شاہ ولی اللہ کی اسلامی تحریک کی اہمیت کا یہ بھی ایک اہم پہلو ہے جسے کسی بھی طرح فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)]